

نبوی عسکری خدمات اور طرزِ قیادت سیرتِ طیبہ کی روشنی میں ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

The Military Contributions and Leadership of the Prophet Muhammad ﷺ: A Research and Analytical Study

Sana Maryam

PhD Scholar, Muslim Youth (MY) University, Islamabad

Email: sanawaleed799@gmail.com

Dr. Waleed Khan

Lecturer, Institute of Arabic & Islamic Studies,

Govt College Women University, Sialkot, Pakistan

Email: waleedkhan764110.wk@gmail.com

Dr Sheraz Akhtar

International Islamic University Islamabad

Email: sherazwaseemiii@gmail.com

Abstract

The life of Prophet Muhammad ﷺ contains an important military dimension that cannot be understood merely through a list of battles. After the migration to Madinah, the Prophet ﷺ became the leader of an organized Muslim community that faced political, military and security challenges. He therefore developed measures for defense, organized military expeditions, appointed commanders, consulted his Companions, assessed the movements of opponents, adopted defensive strategies, negotiated treaties and established ethical limits for warfare. This article examines these aspects of Prophetic leadership through the Qur'an, authentic Hadith and classical sources of Seerah. Particular attention is given to the battles of Badr, Uhud and the Trench, the expedition of Mu'tah, and the Treaty of Hudaibiyyah. The study argues that the military leadership of the Prophet ﷺ was not based on force alone. It combined preparation, discipline, consultation, courage, strategic planning, diplomacy and moral responsibility. His military conduct also demonstrates that warfare was not regarded as an unrestricted sphere of violence; rather, clear limits were placed on the treatment of non-combatants and on the fulfillment of agreements. The Prophetic model therefore presents military leadership as a responsibility governed by justice, discipline and ethical restraint.

Keywords: Prophet Muhammad ﷺ, Seerah, Military Leadership, Military Strategy, Ghazawat, Shura, War Ethics, Diplomacy, Madinah

تمہید

نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حیات مبارکہ کا مطالعہ کیا جائے تو آپ ﷺ کی شخصیت کے کئی پہلو سامنے آتے ہیں۔ آپ ﷺ اللہ کے رسول تھے، معلم تھے، مربی تھے، قاضی تھے، سیاسی قائد تھے اور مدینہ کی اسلامی ریاست کے سربراہ بھی تھے۔ اسی ریاست کو جب بیرونی حملوں اور مسلسل سیاسی و عسکری خطرات کا سامنا ہوا تو آپ ﷺ نے اس کے دفاع کی ذمہ داری بھی سنبھالی۔

یہاں ایک بات ابتدا ہی میں واضح رہنی چاہیے کہ نبی کریم ﷺ کی عسکری زندگی کو صرف غزوات کی تعداد، فتوحات یا جنگی واقعات کی فہرست کے طور پر دیکھنا اس موضوع کے ساتھ انصاف نہیں ہوگا۔ آپ ﷺ کی عسکری قیادت میں جنگ کے ساتھ تیاری، مشاورت، سفارت کاری، اطلاعات، تنظیم، نظم و ضبط، معاہدات اور جنگی اخلاقیات بھی شامل تھیں۔ جدید مطالعات میں بھی نبوی عسکری پالیسی کے انہی مختلف پہلوؤں، خصوصاً منصوبہ بندی، تنظیم، intelligence، logistics اور diplomacy، پر توجہ دی گئی ہے۔

مدینہ منورہ میں مسلمانوں کو ایک ایسی اجتماعی زندگی حاصل ہوئی جس کے ساتھ اپنی حفاظت کی ذمہ داری بھی وابستہ تھی۔ قرآن مجید نے اس سلسلے میں واضح اصول دیا:

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ

"اور ان کے مقابلے کے لیے جہاں تک تم سے ہو سکے قوت تیار رکھو۔" (الأنفال: 60)

یہ آیت مسلمانوں کو محض جنگ کی ترغیب نہیں دیتی بلکہ دفاعی تیاری اور قوت حفاظت کی ضرورت کو واضح کرتی ہے۔ اسی کے ساتھ قرآن نے جنگ میں بھی حد سے تجاوز سے منع کیا:

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا

"اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو۔" (البقرة: 190)

ان دونوں اصولوں کو سامنے رکھا جائے تو نبوی عسکری نظام کی بنیادی تصویر سامنے آتی ہے: قوت بھی ہو، تیاری بھی ہو، لیکن قوت کا استعمال حدود کے اندر ہو۔

مدینہ میں دفاعی نظم کا قیام

ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ایک منظم معاشرہ قائم کیا۔ اس معاشرے کی حفاظت کے لیے سیاسی نظم کے ساتھ دفاعی تیاری بھی ضروری تھی۔ مکہ کے مشرکین مسلمانوں کو پہلے ہی سخت نقصان پہنچا چکے تھے اور ہجرت کے بعد بھی ان کا خطرہ ختم نہیں ہوا تھا۔

چنانچہ مدینہ میں مسلمانوں کو دفاع کے لیے منظم کیا گیا۔ جنگی مہمات کے لیے افراد جمع کیے گئے، مختلف دستے روانہ کیے گئے اور ضرورت کے مطابق قیادت مقرر کی گئی۔ اس پورے عمل میں ایک بات نمایاں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عسکری ذمہ داری کو بے ترتیب ہجوم کے طور پر نہیں چھوڑا بلکہ اسے نظم اور قیادت کے تحت رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ سیرت نبوی ﷺ کے عسکری واقعات میں ہمیں امارت، صف بندی، ذمہ داریوں کی تقسیم، نگرانی اور حالات کے مطابق فیصلے بار بار نظر آتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ بحیثیت سپہ سالار

نبی کریم ﷺ کی عسکری قیادت کا ایک نمایاں پہلو آپ ﷺ کی ذاتی شرکت ہے۔ آپ ﷺ نے اہم مواقع پر اپنی فوج کے ساتھ رہ کر قیادت کی۔ آپ ﷺ کی موجودگی محض علامتی نہیں تھی بلکہ عملی تھی۔ غزوہ احد اس کی واضح مثال ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تیر اندازوں کو ایک مخصوص مقام پر مقرر کیا اور حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کو ان کا امیر بنایا۔ انہیں ہدایت دی گئی کہ وہ اپنی جگہ نہ چھوڑیں، خواہ میدان جنگ میں حالات کچھ بھی ہو جائیں۔ صحیح بخاری میں حضرت براء بن عازبؓ کی روایت اس واقعے کی تفصیل بیان کرتی ہے۔ یہ واقعہ نبوی عسکری قیادت کے ایک بنیادی اصول کو سامنے لاتا ہے: جنگ میں صرف بہادری کافی نہیں، نظم و ضبط بھی ضروری ہے۔ احد کے واقعے میں جب بعض تیر انداز اپنی جگہ سے ہٹ گئے تو جنگ کی صورت حال بدل گئی۔ اس واقعے کو صرف ایک تاریخی حادثہ سمجھنا درست نہیں؛ یہ فوجی نظم، حکم کی پابندی اور کمانڈ کی اہمیت کا عملی سبق بھی ہے۔

غزوہ بدر: کم وسائل میں مؤثر قیادت

غزوہ بدر اسلامی تاریخ کا پہلا بڑا فیصلہ کن معرکہ تھا۔ مسلمانوں کی تعداد اور وسائل دشمن کے مقابلے میں کم تھے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے دستیاب وسائل کو منظم انداز میں استعمال کیا۔ بدر کے واقعے میں دعا، توکل اور اللہ پر اعتماد کے ساتھ عملی تدبیر بھی موجود تھی۔ قرآن مجید نے اس معرکے کو تفصیل سے بیان کیا ہے، خصوصاً سورۃ الأنفال میں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی تصور میں توکل کا مطلب تدبیر کو چھوڑ دینا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا اور حالات کا جائزہ لے کر فیصلہ کیا۔ یہ طرز قیادت اس بات کی علامت تھا کہ قائد اپنے ساتھیوں کو صرف حکم کا تابع نہیں بناتا بلکہ انہیں فیصلے کے عمل میں بھی شریک کرتا ہے۔ بدر کی کامیابی کا ایک سبق یہ ہے کہ جنگی قوت کا اندازہ صرف افراد کی تعداد سے نہیں کیا جاسکتا۔ قیادت، مقصد کی وضاحت، نظم، حوصلہ اور درست فیصلہ بھی کامیابی میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔

غزوہ احد: نظم و ضبط کا سبق

غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ نے ایک دفاعی ترتیب قائم کی اور تیر اندازوں کو ایک حساس مقام پر تعینات کیا۔ آپ ﷺ نے ان کی ذمہ داری واضح کی اور انہیں اپنی جگہ قائم رہنے کی ہدایت فرمائی۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق جب ابتدائی مرحلے میں مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوئی تو بعض تیر اندازوں نے یہ سمجھ کر اپنی جگہ چھوڑ دی کہ جنگ ختم ہو گئی ہے۔ اس کے نتیجے میں دشمن کو دوبارہ حملے کا موقع ملا۔ یہاں نبوی عسکری تربیت کا ایک اہم پہلو سامنے آتا ہے۔ فوجی منصوبہ کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو، اگر اس پر عمل کرنے والے افراد نظم و ضبط کا مظاہرہ نہ کریں تو پوری حکمت عملی متاثر ہو سکتی ہے۔ احد اسی لیے صرف شکست و فتح کی داستان نہیں بلکہ قیادت، اطاعت اور ذمہ داری کا سبق بھی ہے۔

غزوہ خندق: دفاعی حکمت عملی کی بہترین مثال

غزوہ احزاب یا غزوہ خندق نبوی عسکری حکمت عملی کا شاید سب سے نمایاں نمونہ ہے۔ مدینہ کو ایک بڑے اتحادی لشکر کا سامنا تھا۔ اس موقع پر مسلمانوں نے کھلے میدان میں براہ راست مقابلے کے بجائے شہر کے حساس حصے کے سامنے خندق کھود کر دفاعی رکاوٹ قائم کی۔ خندق کی تجویز حضرت سلمان فارسیؓ سے منسوب کی جاتی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اسے قبول فرمایا۔ یہ واقعہ اس بات کی مثال ہے کہ رسول اللہ ﷺ عسکری معاملات میں مناسب اور مفید تدبیر کو قبول فرماتے تھے، چاہے وہ عرب کے معمول کے جنگی طریقوں سے مختلف ہی کیوں نہ ہو۔ جدید مطالعات میں بھی غزوہ خندق کو دفاعی منصوبہ بندی، اجتماعی نظم اور اتحادی خطرے سے نمٹنے کی اہم مثال قرار دیا گیا ہے۔ یہاں ایک اور بات بھی قابل توجہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صرف خندق کھودنے کا حکم نہیں دیا بلکہ خود بھی صحابہؓ کے ساتھ اس اجتماعی محنت میں شریک ہوئے۔ اس طرح قائد اور فوج کے درمیان ایک عملی تعلق قائم رہا۔ خندق کے واقعے سے یہ اصول سامنے آتا ہے کہ اچھا قائد مشکل کام اپنے ماتحتوں پر ڈال کر خود الگ نہیں ہو جاتا؛ وہ ضرورت پڑنے پر خود بھی ان کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے۔

عسکری اطلاعات اور حالات سے آگاہی

جنگ میں دشمن کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ہمیشہ سے بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ نبوی دور میں جدید معنوں میں کوئی باقاعدہ intelligence department نہیں تھا، لیکن رسول اللہ ﷺ حالات، دشمن کی نقل و حرکت اور ممکنہ خطرات سے آگاہ رہنے کے لیے دستیاب ذرائع استعمال کرتے تھے۔

غزوہ خندق کے حوالے سے جدید تحقیق میں دشمن کی سرگرمیوں، اطلاعات اور حکمت عملی کے مختلف پہلوؤں پر خاص توجہ دی گئی ہے۔

اس سے یہ سمجھنا چاہیے کہ نبوی عسکری قیادت میں فیصلہ محض اندازے سے نہیں کیا جاتا تھا بلکہ حالات معلوم کرنے، خطرے کا اندازہ لگانے اور پھر مناسب قدم اٹھانے کی کوشش کی جاتی تھی۔

یہ آج کی زبان میں **information-based decision making** کے قریب ایک اصول ہے، اگرچہ اس دور کے ذرائع اور جدید دور کے ذرائع میں بہت بڑا فرق ہے۔

کمانڈ اور متبادل قیادت

رسول اللہ ﷺ کی عسکری تنظیم میں ایک اہم بات یہ بھی تھی کہ آپ ﷺ کمان کے تسلسل کو اہمیت دیتے تھے۔ غزوہ موتہ اس کی واضح مثال ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ کو سپہ سالار مقرر کیا اور فرمایا کہ اگر زیدؓ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفرؓ کمان سنبھالیں گے اور اگر جعفرؓ بھی شہید ہو جائیں تو حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ قیادت کریں گے۔ صحیح بخاری میں یہ روایت واضح طور پر موجود ہے۔

یہ معمولی انتظام نہیں تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مہم شروع کرنے سے پہلے اس امکان کو بھی پیش نظر رکھا کہ میدان میں قائد کی شہادت ہو سکتی ہے۔ یوں قیادت کے خلا سے بچنے کا انتظام پہلے ہی کر دیا گیا۔

یہ نبوی عسکری تنظیم کا ایک نہایت اہم اصول ہے: صرف اچھا قائد کافی نہیں، اس کے بعد ذمہ داری سنبھالنے والا اہل فرد بھی تیار ہونا چاہیے۔

سفارت کاری اور جنگ سے گریز

نبوی عسکری زندگی کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر مسئلے کا حل جنگ کو نہیں سمجھا۔ صلح حدیبیہ اس کی سب سے نمایاں مثال ہے۔ مسلمان عمرہ کی نیت سے مکہ کی طرف گئے تھے، لیکن قریش نے انہیں داخل ہونے سے روک دیا۔ حالات کشیدہ تھے اور جنگ کا امکان موجود تھا۔ اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے مذاکرات اور معاہدے کا راستہ اختیار کیا۔

صحیح بخاری میں حدیبیہ کے واقعات تفصیل سے موجود ہیں۔ روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے واضح کیا کہ ہم لڑنے کے لیے نہیں آئے بلکہ عمرہ کے ارادے سے آئے ہیں اور اگر قریش صلح چاہیں تو آپ ﷺ صلح قبول کریں گے۔

یہ واقعہ نبوی قیادت کے بارے میں ایک بہت اہم حقیقت واضح کرتا ہے: جنگ سے بچ جانا بھی کامیابی ہو سکتی ہے۔ حدیبیہ کی بظاہر سخت شرائط کو قبول کرنا فوری جذبات کے بجائے دور رس مصلحت کو سامنے رکھنے کی مثال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے اسی واقعے کو فتحِ مبین قرار دیا:

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا الْفَتْحُ: 1

معاهدات کی پابندی

اسلامی عسکری اخلاقیات میں معاہدے کی پابندی کو بھی اہم مقام حاصل ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے:

وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا

"اور عہد کو پورا کرو، بے شک عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔" (الاسراء: 34)

رسول اللہ ﷺ کی سیاسی اور عسکری زندگی میں معاهدات اسی اخلاقی ذمہ داری کے تحت آتے ہیں۔ حدیبیہ میں سخت شرائط کے باوجود معاہدے کو قبول کرنا اس بات کی واضح مثال ہے کہ وقتی عسکری فائدے کے لیے ہر معاہدے کو توڑ دینا نبوی طرز قیادت نہیں تھا۔

جنگی اخلاقیات: طاقت کے ساتھ حدود

نبوی عسکری زندگی کا سب سے اہم پہلو جنگ کے اخلاقی اصول ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے جنگ کو ایسا میدان نہیں بنایا جہاں ہر قسم کا ظلم جائز ہو جائے۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک غزوے میں ایک عورت مقتول پائی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا: فَتَنَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ

"رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا۔" صحیح البخاری، حدیث: 3015

یہ حدیث نبوی جنگی اخلاقیات کے ایک بنیادی اصول کو واضح کرتی ہے: جنگ میں بھی غیر مقاتل افراد کی جان کا احترام باقی رہتا ہے۔

یہ اصول آج کے دور میں بھی انتہائی اہم ہے، کیونکہ جنگ کے سب سے بڑے انسانی نقصانات عام شہریوں کو برداشت کرنا پڑتے ہیں۔

فتح کے ساتھ ضبط اور اخلاق

نبوی عسکری قیادت میں کامیابی کے بعد بھی جذباتی انتقام کو بنیادی اصول نہیں بنایا گیا۔ فتح مکہ کے واقعے کو اسی تناظر میں دیکھنا چاہیے۔

مکہ وہ شہر تھا جہاں مسلمانوں کو طویل عرصے تک ظلم کا سامنا کرنا پڑا تھا، لیکن جب رسول اللہ ﷺ فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے تو عمومی طور پر امان اور عفو کا اعلان ہوا۔ یہاں عسکری کامیابی کا ایک دوسرا مرحلہ سامنے آتا ہے: فتح کے بعد طاقت کا استعمال کیسے کیا جائے؟ ایک کمزور قائد فتح کے وقت انتقام کا شکار ہو سکتا ہے، لیکن مضبوط قائد اپنے جذبات پر قابو رکھتا ہے اور وسیع تر اجتماعی مصلحت کو دیکھتا ہے۔

غزوہ حنین اور عددی قوت کا فریب

غزوہ حنین ایک اور اہم عسکری سبق فراہم کرتا ہے۔ مسلمانوں کی تعداد اس سے پہلے کی بعض جنگوں کے مقابلے میں زیادہ تھی، لیکن ابتدائی مرحلے میں انہیں اچانک حملے اور میدان کی پیچیدگی کا سامنا کرنا پڑا۔ قرآن مجید نے اس موقع پر مسلمانوں کو اپنی کثرت پر اعتماد کے بجائے اللہ پر اعتماد کی طرف متوجہ کیا: **وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا** "اور حنین کے دن جب تمہیں اپنی کثرت پر ناز ہوا تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی۔" (التوبہ: 25) یہ واقعہ عسکری اعتبار سے ایک بنیادی حقیقت واضح کرتا ہے: افراد کی تعداد اہم ہے، لیکن صرف تعداد کامیابی کی ضمانت نہیں۔

قیادت، نظم، حوصلہ، منصوبہ بندی اور حالات کا درست اندازہ بھی اتنا ہی ضروری ہے۔

غزوہ تبوک: تیاری، قربانی اور سیاسی اثر

غزوہ تبوک نبوی عسکری زندگی کے آخری دور کی اہم مہمات میں سے ہے۔ اس مہم میں شدید گرمی، طویل سفر اور وسائل کی کمی جیسے مسائل موجود تھے۔ اس موقع پر مسلمانوں کی تیاری اور اجتماعی قربانی نمایاں ہوئی۔ تبوک کی مہم ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتی ہے کہ عسکری تیاری صرف میدان جنگ میں ہتھیار اٹھانے کا نام نہیں؛ اس کے لیے افراد، سواری، خوراک، مالی وسائل اور سیاسی عزم سب ضروری ہیں۔

نبوی عسکری قیادت کی اصل خصوصیات

نبی کریم ﷺ کی عسکری زندگی کے مجموعی مطالعے سے چند خصوصیات نمایاں ہوتی ہیں۔

تیاری

قرآن نے قوت کی تیاری کا اصول دیا اور رسول اللہ ﷺ نے اسے عملی زندگی میں اختیار کیا۔

مشاورت

اہم مواقع پر صحابہؓ سے مشورہ کیا گیا۔ اس سے قیادت میں اعتماد اور اجتماعی ذمہ داری پیدا ہوئی۔

نظم و ضبط

غزوہ احد کے تیر اندازوں کا واقعہ اس کی واضح مثال ہے۔

حالات کے مطابق حکمت عملی

بدر، احد اور خندق میں ایک ہی طریقہ اختیار نہیں کیا گیا۔ ہر صورت حال کے مطابق مختلف تدبیر اختیار کی گئی۔

اہل افراد پر اعتماد

موتہ میں مختلف کمانڈروں کی ترتیب اس بات کا ثبوت ہے کہ ذمہ داریاں اہل لوگوں کو دی گئیں۔

سفارت کاری

حدیبیہ بتاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک سیاسی اور سفارتی راستہ بھی اتنا ہی اہم تھا جتنا عسکری قوت۔

اخلاقی پابندی

جنگ کے دوران عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع کیا گیا۔

نبوی عسکری خدمات کا جامع تجزیہ

اگر رسول اللہ ﷺ کی عسکری زندگی کو مجموعی طور پر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی عسکری خدمات صرف میدان جنگ تک محدود نہیں تھیں۔ آپ ﷺ نے ایک ایسی قیادت قائم کی جس میں دفاع، سیاست، سفارت کاری، معلومات، تنظیم اور اخلاق ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔

جدید تحقیق میں بھی نبوی عسکری پالیسی کے بارے میں intelligence، discipline، planning،

logistics اور diplomacy کو نمایاں عناصر قرار دیا گیا ہے۔

خندق اس کا بہترین نمونہ ہے۔ ایک بڑے اتحادی لشکر کے مقابلے میں براہ راست حملے کے بجائے دفاعی

رکاوٹ قائم کی گئی۔ جدید مطالعات بھی اسے دفاعی حکمت عملی اور اجتماعی تنظیم کی اہم مثال قرار دیتے ہیں۔

حدیبیہ اس کے دوسرے رخ کو سامنے لاتی ہے۔ یہاں طاقت کے باوجود جنگ نہیں کی گئی بلکہ مذاکرات اور

معاهدے کو ترجیح دی گئی۔

اسی طرح جنگی اخلاقیات کے حوالے سے عورتوں اور بچوں کے قتل کی ممانعت یہ واضح کرتی ہے کہ نبوی

عسکری نظام میں قوت کے استعمال پر اخلاقی پابندی موجود تھی۔

اس لیے نبوی عسکری قیادت کو صرف "جنگی فتوحات" کے عنوان سے بیان کرنا ناکافی ہے۔ اس کا اصل امتیاز یہ ہے کہ قوت کو نظم، قیادت کو مشاورت، جنگ کو اخلاق اور سیاست کو حکمت کے ساتھ جوڑا گیا۔

عصر حاضر کے لیے رہنمائی

نبوی عسکری نظام کو جدید فوجی نظام کا لفظ بہ لفظ نمونہ قرار دینا درست نہیں، کیونکہ دونوں کے حالات، وسائل، ٹیکنالوجی اور ریاستی ڈھانچے بالکل مختلف ہیں۔ البتہ قیادت کے عمومی اصول آج بھی قابلِ استفادہ ہیں۔ آج کسی بھی ادارے یا ریاست کے لیے واضح مقصد، مناسب تیاری، اہل افراد کا انتخاب، نظم و ضبط، معلومات کی بنیاد پر فیصلہ، اجتماعی مشاورت اور بحران کے وقت مضبوط قیادت بنیادی ضرورت ہیں۔ اس کے ساتھ نبوی طرز قیادت کا ایک اور سبق بہت اہم ہے: طاقت کا ہونا اور طاقت کا درست استعمال دو الگ چیزیں ہیں۔ طاقت اگر اخلاق اور قانون سے آزاد ہو جائے تو وہ ظلم بن سکتی ہے۔ نبوی قیادت میں یہی طاقت عدل اور ذمہ داری کے ساتھ استعمال ہوئی۔

خاتمہ

نبی کریم ﷺ کی عسکری زندگی دراصل آپ ﷺ کی جامع قیادت کا ایک حصہ ہے۔ مدینہ میں اسلامی ریاست کے قیام کے بعد آپ ﷺ نے اس کے دفاع کے لیے نہ صرف عملی عسکری اقدامات کیے بلکہ ایک ایسا نظام قائم کیا جس میں تیاری، نظم، مشاورت، قیادت، اطلاعات، سفارت کاری اور اخلاقی ذمہ داری سب شامل تھے۔ غزوہ بدر میں محدود وسائل کے ساتھ مؤثر قیادت، غزوہ احد میں نظم و ضبط، غزوہ خندق میں دفاعی حکمت عملی، موتہ میں کمان کے تسلسل اور حدیبیہ میں سفارتی بصیرت، نبوی عسکری قیادت کے مختلف پہلوؤں کو سامنے لاتے ہیں۔

آپ ﷺ کی عسکری خدمات کا سب سے قابلِ توجہ پہلو یہ ہے کہ آپ ﷺ نے جنگ کو اخلاقی حدود سے آزاد نہیں کیا۔ عورتوں اور بچوں کے قتل کی ممانعت اس اصول کی واضح دلیل ہے۔

اسی طرح حدیبیہ یہ بتاتی ہے کہ ایک عظیم قائد کے لیے ہر مسئلے کا جواب جنگ نہیں ہوتا۔ کبھی صلح، انتظار اور دور اندیشی زیادہ بڑی کامیابی ثابت ہوتی ہے۔

لہذا نبوی عسکری قیادت کا جامع تصور قوت اور اخلاق، تیاری اور توکل، شجاعت اور حکمت، جنگ اور سفارت کاری کے درمیان توازن کا نام ہے۔ یہی وہ پہلو ہے جو سیرت نبوی ﷺ کے عسکری مطالعے کو محض تاریخی واقعات سے بلند کر کے ایک زندہ علمی اور اخلاقی موضوع بناتا ہے۔

نتائج

1. رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ایک منظم دفاعی اور عسکری نظام قائم کیا۔
2. آپ ﷺ کی عسکری قیادت صرف میدانِ جنگ تک محدود نہیں تھی بلکہ اس میں منصوبہ بندی، تنظیم، معلومات، سفارت کاری اور انتظامی تدبیر بھی شامل تھی۔
3. غزوہ بدر نے محدود وسائل میں درست قیادت اور حوصلے کی اہمیت واضح کی۔
4. غزوہ احد نے فوجی نظم و ضبط اور حکم کی پابندی کی اہمیت نمایاں کی۔
5. غزوہ خندق دفاعی منصوبہ بندی اور حالات کے مطابق نئی حکمت عملی اختیار کرنے کی بہترین مثال ہے۔
6. مَوْتہ میں کمان کی متبادل ترتیب سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قیادت کے تسلسل کو اہمیت دیتے تھے۔
7. حدیبیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوی عسکری پالیسی میں جنگ کے ساتھ سفارت کاری اور صلح کو بھی اہم مقام حاصل تھا۔
8. جنگ میں عورتوں اور بچوں کے قتل کی ممانعت نبوی عسکری اخلاقیات کا واضح اصول ہے۔
9. نبوی عسکری قیادت میں طاقت کو اخلاقی اور قانونی حدود کے اندر استعمال کیا گیا۔
10. نبوی عسکری ماڈل کی اصل خصوصیت صرف فتوحات نہیں بلکہ ذمہ دار، منظم، مشاورتی اور اخلاقی قیادت ہے۔

سفارشات

1. سیرتِ نبوی ﷺ کے عسکری پہلو کو صرف غزوات کی تاریخ کے طور پر نہیں بلکہ قیادت اور حکمتِ عملی کے جامع مطالعے کے طور پر پڑھایا جائے۔
2. غزوات کے مطالعے میں قرآن اور صحیح احادیث کو بنیادی ماخذ بنایا جائے اور ضعیف یا غیر ثابت شدہ روایات سے احتیاط کی جائے۔
3. نبوی جنگی اخلاقیات کو جدید جنگی اخلاقیات اور انسانی تحفظ کے اصولوں کے ساتھ مزید علمی تحقیق کا موضوع بنایا جائے۔
4. غزوہ بدر، احد، خندق، مَوْتہ اور حدیبیہ کو الگ الگ case studies کے طور پر عسکری قیادت کے نصاب میں شامل کیا جاسکتا ہے۔
5. سیرتِ نبوی ﷺ کے عسکری مطالعے میں جذباتی انداز کے بجائے تاریخی سیاق، اصل مصادر اور مستند روایات کو ترجیح دی جائے۔

حوالہ جات

1. القرآن الکریم، خصوصاً البقرة: 190؛ الأنفال: 60؛ التوبة: 25؛ الفتح: 1؛ الإسراء: 34۔
2. البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، حدیث 4261۔ غزوہ مؤتہ میں زید بن حارثہؓ، جعفر بن ابی طالبؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ کی کمان کی ترتیب۔
3. البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد والسر، حدیث 3015۔ جنگ میں عورتوں اور بچوں کے قتل کی ممانعت۔
4. البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الشروط، احادیث 2731-2732۔ صلح حدیبیہ، قریش کے ساتھ مذاکرات اور جنگ کے بجائے صلح کی کوشش۔
5. ابن ہشام، عبدالملک، السیرۃ النبویہ، تحقیق مصطفی السقا، ابراہیم الابیاری اور عبدالحفیظ شلبی، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔
6. ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، دار صادر، بیروت۔
7. الواقدی، محمد بن عمر، المغازی، تحقیق مارسدن جونز، عالم الکتب، بیروت۔
8. Rodgers, Russ, **The Generalship of Muhammad: Battles and Campaigns of the Prophet of Allah**, University Press of Florida, 2012. اس کتاب میں نبوی عسکری مہمات، تنظیم، جنگی منصوبہ بندی، رسد اور خندق کے دفاعی انتظام کا تفصیلی مطالعہ کیا گیا ہے۔
9. Ibrahim, Ayman S., **Muhammad's Military Expeditions: A Critical Reading in Original Muslim Sources**, Oxford University Press, 2024.
10. Atif, Saleem Ullah & Shah, Syed Adil Hussain, **“Islam and The Military Policy of Prophet Muhammad ﷺ in the Perspective of Balance of Power,”** Al-Absār. اس مطالعے میں نبوی عسکری پالیسی کے ضمن میں strategic planning، discipline، intelligence، logistics اور diplomacy کا جائزہ لیا گیا ہے۔
11. Raza, Hafiz Muhammad Ahsan et al., **“The Battle of the Trench: Defensive Strategy and Allied Organization,”** Al-Absār.
12. Hussain, Syed Mujahid & Hashmi, Imran Hussain **“The Prophetic Methodology of State Defense and Its Contemporary Application: A Special Study in the Context of the Battle of the Trench,”** VU Journal.
13. Qadri, Hafiz Muhammad Ahmad & Hussain, Sajjad، **“اسلام میں جنگ کے اصول و ”** Al-Irfan. **اخلاقیات: سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں،** اس میں اسلامی جنگی اخلاقیات اور سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں جنگ کے اصولوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔